131290 - تین طلاق والی عورت کے ساتھ اس نیت سے شادی کرنا کہ یہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے

سوال

پانچ برس قبل میں نے حماقت کی اور شرعی عدالت میں کئی ایك اسباب کی بنا پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں... اور طلاق کے ایك دن بعد میں اور میری بیوی نے محسوس کیا کہ ہم نے اپنے اور اولاد کے حق میں بہت بڑی غلطی کی ہے، ہم نے کوئی ایسا وسیلہ اور دروازہ نہیں چھوڑا تا کہ ہم دوبارہ خاوند اور بیوی بن سکیں.
لیکن سب علماء یہی کہتے ہیں کہ تم اس وقت تك دوبارہ خاوند اور بیوی نہیں بن سکتے جب تك تمہاری بیوی کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے اور وہ اس سے دخول کرے اور پھر یا تو وہ اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے... میں اور سابقہ بیوی روزانہ ٹیلی فون پر اولاد کے متعلق بات چیت کرتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ اگر میری بیوی حلال ہونے کی نیت سے کسی مرد سے شادی کر لے اور مجھے علم ہو کہ وہ اس شخص کے ساتھ کیا کرنے والی ہے لیکن اس شخص کے ساتھ کوئی اتفاق نہ ہو تو کیا یہ جائز ہو گا ؟
اور کیا اگر دخول کے بعد بیوی اس سے طلاق کا مطالبہ کرے یا پھر خلع لے لے تو کیا یہ جائز ہو گا، ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ میری بیوی میرے پاس واپس آ جائے اور اولاد بھی اپنے والد کے پاس واپس آ جائیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی حتی کہ وہ کسی دوسرے خاوند سے شادی کر لے، اور یہ نکاح رغبت ہو نہ کہ نکاح حلالہ، پھر وہ اس کو خود ہی چھوڑ دے تو پہلے خاوند کے لیے حلال ہوگی.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو اگر وہ اسے (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے اس وقت تك حلال نہیں ہو گی حتی کہ وہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے البقرۃ (230).

سنن ابو داود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اللہ تعالی حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کرے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2076) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (109245) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور یہ حلالہ اگر طلاق دینے والے اور بیوی اور حلالہ کرنے والے کے اتفاق سے ہو یہ اس کا معاملہ بالکل واضح ہے کہ یہ حرام ہے، اور کبیرہ گناہ میں شامل ہوتا ہے، اور اسی طرح اگر حلالہ کرنے والا خود اپنی جانب سے اس کی نیت کرے تو بھی یہ حلالہ جمہور فقہاء کے ہاں حرام ہوگا.

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر عورت دوسرے خاوند سے شادی کرنے میں حلالہ کی نیت رکھے اور اپنے دوسرے خاوند کے علم میں نہ لائے اس کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے شخص سے حلالہ کی غرض سے شادی کرے پھر اسے طلاق دینے کا کہے یا پھر نکاح فسخ کر دے تا کہ پہلے خاوند کے پاس واپس آ جائے تو اہل علم کی ایک جماعت - حنابلہ اور حسن اور ابراہیم نخعی کے ہاں یہی صحیح ہے - کے ہاں یہ حلالہ حرام ہوگا، اس لیے باطن میں وہ اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی، یعنی اس عورت اور اس کے رب کے مابین.

اور کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ عورت کی نیت اس پر مؤثر نہیں ہوگی، اس لیے اگر وہ خاوند اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائیگی، مالکیہ اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے.

لیکن راجح پہلا قول ہی ہے؛ کیونکہ اس عورت کا یہ فعل شریعت کے حرام کردہ چیز کے لیے ایک حیلہ ہے، کیونکہ شریعت نے اسے پہلے خاوند کی طرف جانے سے منع کیا ہے حتی کہ رغبت و ہمیشہ کی بنا پر اس کا نکاح نہ ہو جائے، یہ نہیں کہ صرف وقتی نکاح ہو جس سے پہلے خاوند تک پہنچنا مقصود ہو اور اس لیے بھی کہ اس عورت کے اس عمل میں دوسرے خاوند کے لیے دھوکہ و فراڈ پایا جاتا ہے، اور غالبا اسے نقصان و ضرر پہنچے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے وہ عورت اس سے اس وقت تک چھٹکارا حاصل نہ کر پائے جب تک وہ اپنے خاوند سے برا سلوک نہ کرے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے یا پھر وہ خلع حاصل کر لے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حسن اور نخعی وغیرہ کہتے ہیں: جب تینوں میں سے کسی ایک نے ارادہ کیا تو یہ نکاح حلالہ ہے، اور ابن مسیب سے بھی یہی مروی ہے، اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں: اگر تینوں (پہلا خاوند یا دوسرا یا عورت) میں سے کسی ایک کی نیت یہ ہو کہ وہ حلالہ کر رہا ہے تو یہ آخری نکاح باطل ہے اور پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی.

اس کی وجہ یہ ہے کہ: جب عورت نکاح کرے اور اس کی نکاح میں رغبت نہ ہو تو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے یہ نکاح کرنے والی نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ کی آیات اور اس کی حدود کے ساتھ کھلواڑ کر رہی ہے، اور وہ آدمی کو دھوکہ و

فریب دے رہی ہے اور اس سے مکر کر رہی ہے، اگرچہ وہ اکیلے علیحدہ ہونے کی مالك نہیں لیکن اس نے نیت تو کر رکھی ہے جس سے یہ علیحدگی حاصل ہونے کا سبب بنےگی اور غالبا اسکی نیت ہوتی ہے کہ وہ اس سے خلع حاصل کر لےگی، اور اس سے بےرغبتی کا اظہار کرےگی اور اسے ناپسند اور اس سے بغض رکھے گی، اور یہ اشیاء اس کے خلع یا طلاق کا باعث بنیں گی اور غالب میں یہی اشیاء اس کا باعث بنتی ہیں، پھر اگر اس کے ساتھ وہ کچھ مل جائے کہ اس کی نیت تھی کہ وہ اس کی بات نہیں مانےگی اور ایسے کام کریگی جسے وہ ناپسند کرے اور جو اسے کرنا چاہیے تھا اسے ترک کر دےگی تو یہ حرام ہے اور یہی چیز عام طور پر علیحدگی کا باعث بنتی ہے.

تو یہ بالکل اسی طرح ہوا کہ اگر وہ ایسی چیز کی نیت رکھے جو شرعا علیحدگی واجب کرتی ہو، اگرچہ نہ تو وہ حرام کام کے ارتکاب کی نیت رکھے اور نہ ہی واجب کے ترك کرنے کی، تو یہ اس کا ارادہ نہیں رکھتی، اسی طرح گمان میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ اللہ کی حدود کا پاس نہیں کریگی، اور نہ ہی ان میں نکاح کا مقصد پورا ہوگا جو کہ غالبا علیحدگی کا باعث بنتا ہے.

اور یہ بھی ہے کہ: عقد نکاح تو خاوند اور بیوی میں محبت و مودت اور الفت ڈالتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب کریم قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر کیا ہے، اور نکاح کا مقصد سکون اور ازدواجی تعلقات ہوتا ہے، اور جب عقد نکاح سے ہی عورت مرد کے ساتھ رہنا ناپسند کرتی ہو اور اس سے علیحدگی چاہتی ہو تو یہ عقد نکاح اس مقصد کےتحت نہیں ہوا جس سے نکاح کا مقصود حاصل ہوتا ہے.

اور پھر یہ بھی کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر گمان کریں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے .

تو یہاں اللہ سبحانہ و تعالی نے نکاح یہاں اس لیے مباح کیا کہ اگر ان کے گمان میں ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے، اور اس طرح کی عورت تو یہ گمان نہیں رکھتی ہے کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکتی ہے؛ کیونکہ اس کا خاوند کو ناپسند کرنا اس گمان کو روکتا ہے، اور اس لیے بھی کہ عورت نکاح کے ساتھ خاوند کے فوائد کو پورا کرتی ہے جس طرح خاوند بیوی کے فوائد اور نفع کو پورا کرتا ہے.

اور اگر عورت نے صرف اس لیے شادی کی ہو کہ وہ اس شخص سے علیحدگی حاصل کر کے پہلے خاوند کی طرف واپس چلی جائے، اس لیے نہیں کہ وہ اس خاوند کے پاس ہی رہےگی تو اس نے نہ تو اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہے اور نہ ہی وہ اسے چاہتی ہے، اس لیے ابطال الحیل والے قاعدہ اوراصول کے تحت یہ نکاح صحیح نہیں " انتہی

ماخوذ از: الفتاوی الکبری (6 / 298).

ان اسباب کی بنا پر جو شیخ الاسلام نے بیان کیے ہیں حنابلہ علماء کی ایك جماعت نے یہ اختیار کیا ہے کہ اگر عورت

نے حیلہ سازی کی ہو تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو گی.

مطالب اولی النہی میں درج ہے:

" جس کے ہاتھ میں تفریق اور علیحدگی نہیں اس کی نیت کا کوئی اثر نہیں .....

اور بیوی اور ولی کی نیت کا کوئی اثر نہیں؛ کیونکہ علیحدگی اور تفریق ان کے ہاتھ میں نہیں ہے.

اعلام الموقعین میں ہے: اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

" کیا تم رفاعہ کی طرف واپس لوٹنا چاہتی ہو "

امام احمد کہتے ہیں: اس عورت نے حلال ہونے کی کوشش کی تھی، اور عورت کی نیت کچھ شمار نہیں ہوگی، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے:

" اللہ تعالی حلالہ کرنے اور حلال کرنے والے پر لعنت کرے "

اور اس میں عورت کچھ نہیں ہے.

ہمارے اصحاب میں سے بہت ساروں نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس طرح وہ حلال نہیں ہو گی، اور صحیح بھی یہی ہے " انتہی

دیکھیں: مطالب اولی النہی (5 / 127).

مزید آپ المغنی (7 / 139) اور کشاف القناع (5 / 96) اور حاشیۃ الدسوقی (2 / 258) اور اعلام الموقعین (4 / 36) کا بھی مطالعہ کریں.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر بیوی اس کی نیت کرے تو کیا ہوگا، یہ عورت دوسرے شخص سے اس لیے شادی پر موافقت کرلے کہ وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے ؟

تو مؤلف کی کلام کا ظاہر یہی ہے کہ بیوی کی نیت کا اس میں کوئی اثر نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ: اس عورت کے ہاتھ میں تو کچھ نہیں، اور دوسرا خاوند اسے طلاق نہیں دیگا؛ کیونکہ اس نے تو اس عورت کے ساتھ رغبت کا نکاح کیا ہے، اور اس کے خیال میں بھی یہ نہ تھا، اور اگر وہ عورت نیت نہ کرے لیکن اس عورت کا ولی بھی اس کی نیت

کرے تو بھی یہی ہوگا.

اس لیے بعض فقہاء نے ایك عبارت کہی ہے جو قاعدہ شمار ہوتا ہے:

" جس کے ہاتھ میں تفریق اور علیحدگی نہ ہو اس کی نیت کا کوئی اثر نہیں "

اس بنا پر عورت اور اس کے ولی کی نیت کا اس میں کوئی اثر نہیں ہوگا؛ کیونکہ علیحدگی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے.

اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ عورت اور اس کے ولی کی نیت خاوند کی نیت کی طرح ہی ہے، اور یہ مذہب کے خلاف ہے انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں کے ہاتھ میں علیحدگی نہیں لیکن ان کا کہنا ہے: ان دونوں کے لیے ممکن ہے کہ وہ نکاح فاسد کرنے کی کوشش کریں، وہ اس طرح کہ بیوی خاوند کو غلط کہے حتی کہ وہ اسے طلاق دے دے، یا پھر وہ اسے رقم کا لالچ دیں، اور پھر نکاح تو خاوند اور بیوی کے مابین معاہدہ ہے لہذا اگر خاوند کی نیت مؤثر ہوگی تو بیوی کی نیت بھی مؤثر ہوگی.

ہمارے نزدیك تینوں: یعنی خاوند اور بیوی اور ولی میں سے جس کی نیت مؤثر ہوگی وہ مذہب اور راجح قول کے مطابق خاوند ہے، جو نیت بھی تینوں میں سے ایك کرے تو وہ عقد نکاح کو باطل کر دےگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے "

اور جب ولی کی عقد نکاح کے وقت مستقل نکاح کی نیت نہ تھی اور اسی طرح بیوی کی بھی مستقل نکاح کی نیت نہ تھی تو یہ نکاح باطل ہوا.

اور اگر قائل یہ کہے کہ: رفاعہ قرظی کی بیوی نے عبد الرحمن بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے شادی کی تھی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کرنے لگی کہ اس کے پاس تو ایسا ہے جیسے کپڑا کا ٹکڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

" کیا تم رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو "

تو اس نےعرض کیا: جی ہاں "

کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ بیوی کی نیت مؤثر نہیں ہوتی ؟

ہم یہ کہیں گے کہ: آیا یہ ارادہ عقد نکاح سے قبل تھا یا کہ جب بیوی نے اپنے دوسرے خاوند میں یہ عیب دیکھا تو پھر

یہ ارادہ پیدا ہوا ؟

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ یہ ارادہ عیب دیکھنے کے بعد ہوا تھا؛ کیونکہ آدمی اس سے شادی کرے اور اس سے دخول کرے اور اس عورت کے پاس کوئی مانع نہ تھان پھر وہ آ کر شکایت کرنے لگی، تو حالت سے ظاہر ہے کہ اگر وہ یہ عیب اور علت نہ پاتی تو آ کر شکایت نہ کرتی, واللہ اعلم.

اور اگرچہ اس حدیث میں احتمال ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 177).

واللہ اعلم .